www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پروفیسر منظور احسن عباسی

سزائے مرتد پر چند مغالطے اور ان کا دفعیہ

قسطِ اوّل

حال میں ایک کتاب بزبان انگریزی بنام PUNISHMENT OF APOSTACY IN ISLAM (اسلام میں سزائے مرتد) سرکاری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ سے شائع ہوئی ہے۔

اس کتاب کے مؤلف پاکستان کے ماہر قانون سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس مسٹر ایس۔ اے رحمٰن ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں مصر کے مسیحی تبلیغی جماعت کے سربراہ سیموئیل زویمر کا یہ بیان نقل فرمایا ہے کہ

"مصر میں انتہائی تبلیغی سرگرمیوں کے باوجود صرف چند اشخاص نے ترکِ اسلام کر کے مسیحی دین اختیار کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ سزائے قتل مرتد کی تلوار ان کے سر پر لٹکتی رہتی ہے۔"

مذکورہ مسیحی تبلیغ کے سربراہ نے اس سلسلہ میں ڈاکٹر واٹسن امریکی مشنری کے حوالہ سے مصر کے اندر مسیحی تبلیغی مشن کی تاریخ ۱۸۵۵ء تا ۱۸۹۵ء کے واقعات کا ذکر کیا ہے کہ پچھتر مسلمان جو اس دوران عیسائی ہو گئے تھے ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ کیونکہ اسلام کے مذہبی اور سیاسی قانون میں آزادیٔ ضمیر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

فاضل مؤلف کو مسیحی مبلغ کے اس ریمارک سے بڑی ہمدردی ہے اور اس افسوسناک صورتِ حال یا مسیحی مبلغین کی ناکامی کا ذمہ دار انھوں نے علماء و فقہائے اسلام کو ٹھہرایا ہے جنھوں نے قتلِ مرتد کی سزا کو اسلام کا ایک قطعی حکم قرار دیا ہے۔ لیکن ان ائمہ فقہاء یعنی امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام حنبل رحمہم اللہ کو اس گناہ کا مرتکب سمجھنا زیادتی ہے کیونکہ اس قصور کی جڑ (نعوذ باللہ) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ جنھوں نے وحی قرآنی کی روح کو سمجھے بغیر مرتد کو واجب القتل قرار دیا اور اس کے بعد خلفائے راشدین نے بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر بغیر سوچے سمجھے عمل کیا۔ بدقسمتی سے تمام علمائے امت نے بھی اس سے اتفاق کر لیا اب اس حادثاتی صورتِ حال پر محض فقہاء کو موردِ الزام ٹھہرانا تقاضائے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

...عاشرہ کے خلاف ہے۔

خود فاضل مؤلف کو اعتراف ہے کہ اب تک ملتِ اسلامیہ کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ اسلام سے پھر جانے والا سزائے موت کا مستوجب ہے۔ چنانچہ اس کے حق میں انھوں نے ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیق کا حوالہ دیا ہے (ص۵) جنھوں نے بتایا ہے کہ اسلام سے پھر جانا سیاسی اور مذہبی بغاوت کے مترادف ہے۔ اور لکھا ہے کہ:

”پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات، حضورؐ کا عمل، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے۔ ان کا نفاذ، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق رائے اور بعد کے تمام فقہا کا اجماع نیز قرآن حکیم کی دلالۃ النص (جسے مولف نے INDIRECT VERSES سے تعبیر فرمایا ہے) سب نے متفقہ طور پر قرار دیا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے“ باوجود اس کے مؤلف موصوف کا یہ دعویٰ ہے کہ مرتد کو سزائے موت کا مستوجب قرار دینا اسلام کے خلاف ہے۔

مؤلف کتاب کے اس اعتراف کے باوجود ان کا یہ ارشاد کہ ”مرتد کو سزائے موت کا مستوجب قرار دینا اسلام کے خلاف ہے“۔ نہ صرف یہ کہ حیرت ناک ہے بلکہ نتیجۃً اس امر کا اعلان ہے کہ تمام ملتِ اسلامیہ میں ایک شخص بھی صاحبِ بصیرت، صائب الرائے یا ذی شعور نہ تھا۔ بلکہ سب دین سے بیگانہ، کور ذوق یا فاتر العقل تھے کہ اسلام کا یہ اجماعی عقیدہ صریحاً قرآن اور سنت کے خلاف ہے اور مفسرین و فقہاء و علمائے اسلام کی غلط فہمی کے باعث پیدا ہوا جیسا کہ ارشادات مؤلف ممدوح سے مترشح ہوتا ہے۔

کتاب کے مضامین کو حسب ذیل پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ ارتداد اور قرآن

۲۔ ارتداد اور سنت

۳۔ ارتداد اور خلافت راشدہ۔

۴۔ ارتداد اور فقہاء

۵۔ خلاصہ اور نتیجہ

ان کے تمام دلائل کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ ارتداد بجائے خود کوئی جرم نہیں ہے۔ البتہ مسلمانوں کے خلاف جو لوگ محاربہ پر اتر آئیں صرف ان کو قتل کرنے کا حکم ہے چنانچہ انھوں نے مرتد کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ مرتد حربی اور مرتد غیر حربی جس کو انھوں نے امن پسند

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مرتد سے تعبیر فرمایا ہے لہٰذا خلفائے راشدین، مفسرین، فقہا اور علماء میں سے جو بھی یہ سمجھتا ہے کہ امن پسند مرتد واجب القتل ہے اس نے خدا و رسول کے احکام کو غلط سمجھا ہے۔ بظاہر ذاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نعوذ باللہ اس غلط فہمی میں مبتلا معلوم ہوتی ہے۔ لیکن انھوں نے احادیث کو اس بیدردی سے رد کرنے میں مصلحت نہیں دیکھی جس بیدردی سے مسٹر پرویز نے رد کیا ہے۔ اس لیے میرے خیال میں مؤلف ممدوح کا کام زیادہ دشوار ہو گیا ہے۔ راقم الحروف نے ان کی اس دشواری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک مفصل مضمون ان کے نقطۂ نظر کے خلاف قلمبند کیا ہے۔ خاصا طویل ہونے کے باعث اس کی اشاعت معرضِ التوا میں ہے۔

اس مختصر تحریر میں صرف ان امور کی نشان دہی کرنا پیشِ نظر ہے جن کی جانب توجہ نہ دینے کے باعث یہ نہایت غیر مفید بلکہ انتہائی مضر کتاب انھوں نے تالیف فرمائی۔

یہ امر انتہائی المناک ہے کہ اس کتاب میں جو طرزِ استدلال اختیار کیا گیا ہے وہ تحقیقی منطقی، استدلالی اور اصولی اعتبار سے ان کی معتبر ہستی سے بہت فروتر ہے۔

سب سے پہلے تو ارتداد کی دو گونہ تقسیم ہی غلط ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس پوری کتاب میں کسی ایک مرتد امن پسند کا ذکر نہیں ہے کہ اسے امن پسندی کی بنا پر واجب القتل نہ سمجھا گیا ہو بلکہ ایک مرتد شخص بھی ایسا نہیں بتایا گیا جو پاداشِ ارتداد میں قتل نہ کیا گیا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عہدِ خلفائے راشدین میں جو مرتد بھی بارگاہِ رسالت یا خلفائے راشدین کی عدالت میں پیش ہوا اور اس نے توبہ نہ کی تو اسے قتل کر دیا گیا اور کوئی مرتد قتل سے نہیں بچ سکا۔ یہی ایک امر واقعہ اس امر کے ثبوت کو کافی ہے کہ مرتد کا قتل کیا جانا احکامِ خدا و رسول کے عین مطابق ہے۔ ورنہ کیوں کر ممکن تھا کہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی کرتے اور یہ کیونکر ممکن تھا کہ مفسرین و فقہا کتاب و سنت کے خلاف فیصلے دیتے۔

ثانیاً: پھر یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ مرتد حربی کو قتل کا حکم ہے کیونکہ کسی بھی حربی کو قتل کا حکم نہیں ہے۔ حربی سے مقاتلہ کا حکم ہے اور قتل و مقاتلہ دو مختلف احکام ہیں۔ حکمِ قتل تعزیری ہے اور حکمِ قتال دفاعی۔ مرتد کو پاداشِ جرم میں قتل کرنے کا حکم ہے۔ قرآن حکیم میں اہلِ محاربہ سے خواہ کافر اصلی ہوں یا مرتد قتال کا حکم ہے۔ اور مرتد کو قتل کا حکم ہے چنانچہ جن مرتدوں کو قتل کیا گیا ان کو حربی کہنا ہی غلط ہے کیونکہ وہ بوقتِ قتل حربی نہ تھے بلکہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

صرف ارتداد کے مجرم تھے۔ اہلِ دانش و بصیرت کے نزدیک قتل کا حکم ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ ارتداد جرم ہے۔

یہ امر خاص طور پر پیش نظر رکھنا چاہیے کہ کوئی ایسا دینی مسئلہ جو اتنی وضاحت اور قطعیت کے ساتھ اجتماعی حیثیت اختیار کر چکا ہو اس کے خلاف جو کچھ کہا جائے گا اس میں حقیقت پوشی یا کذب بیانی سے کام لینا ہی پڑے گا۔

میرے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ کتاب زیرِ نظر کے مؤلف نے بھی دیدہ و دانستہ حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش فرمائی ہو بظاہر ان کے معاونین نے ان کو غلط فہمی میں ڈال کر ان کی توہین کی ہے۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ مفسرین و فقہائے اسلام میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں ہے جس نے ارتداد کو بدترین جرم اور مرتد کو مستوجب قتل نہ قرار دیا ہو۔ مؤلف کتاب نے اس خیال کو غلط ثابت کرنے کے لیے لکھا ہے کہ:

"متقدمین مفسرین میں سے کم از کم ایک شخص علامہ ابن حیان اندلسیؒ اور عہدِ حاضر کے فقہا میں سے شیخ محمد شلتوت نے بوضاحت تمام اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ محض ارتداد کی پاداش میں قتل کا حکم انصاف کے خلاف ہے اور بتایا ہے کہ علامہ حلبیؒ اور علامہ ابن الہمامؒ نے بھی اس خیال کی تائید فرمائی ہے کیونکہ ان کے نزدیک اسلام سے پھر جانے (یا ارتداد) کی کوئی سزا نہیں ہے۔" ص ۱۳۴

میں نہایت جرأت کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہ صریح غلط بیانی ہے کیونکہ ان اصحاب میں سے کسی نے بوضاحت تمام کیا اشارۃً کنایۃً بھی یہ نہیں کہا بلکہ اس کے خلاف ابن حیان اپنی مبسوط تفسیر موسومہ بحر المحیط میں آیت مَنْ يَرْتَدِدْ الآیہ کے تحت فرماتے کہ اس آیت میں حبوط الدنیا کا مطلب ہے حبطه باستحقاق قتله ج ۲ ص ۱۵۰۔

انھوں نے کہیں نہیں کہا کہ محض ارتداد کی پاداش میں قتل کا حکم انصاف کے خلاف ہے وہ تو اس کا ثبوت آیت قرآنی سے دیتے ہیں۔

اب علامہ محمود شلتوت کو لیجیے۔ ملت اسلامیہ کے مستند علماء کو علامہ موصوف کے بعض افکار سے اختلاف ہے۔ امور دینیہ میں نہ ان کی رائے وقیع مانی جاتی ہے اور نہ ان کو فقہا میں شمار کیا جاتا ہے تاہم اس باب میں کہ مرتد کی سزا اسلام میں قتل ہے وہ بھی تمام علما سے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

متفق ہیں۔ ان کی تالیف کتاب الفتاوی صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ ملاحظہ ہو۔ اس میں لوضاحت بتایا گیا ہے کہ جو مسلمان ہو کر کافر ہو جائے وہ فرمانِ نبوت کے بموجب واجب القتل ہے۔

حلبیؒ اور ابن ہمامؒ کے باب میں یہ ارشاد کہ ان اصحاب کے خیال میں ارتداد کی کوئی سزا اس دنیا میں نہیں ہے سراسر خلافِ واقعہ ہے۔ اس کے برعکس ہر دو اصحاب نے نہایت وضاحت کے ساتھ بتایا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ ہاں علامہ ابن الہمامؒ نے توبہ کے لیے کچھ مہلت دی ہے کہ ان قتلہ قاتل قبل عرض الاسلام کرہ ولا شیء علیہ یعنی اگر کوئی شخص (مرتد کو) اسلام پیش کرنے سے پہلے ہی قتل کر دے تو یہ فعل مکروہ ہے لیکن قاتل سے باز پرس نہ کی جائے گی (شرح فتح القدیر ابن الہمام ص ۳۸۶، ۳۸۷) ظاہر ہے کہ جو شخص اس شدومد سے قتل مرتد کا حامی ہو وہ اس سزا کو غیر منصفانہ کیسے کہہ سکتا ہے۔

علامہ حلبیؒ اس بارے میں اس سے بھی زیادہ متشدد معلوم ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مرتد کو اسلام لانے کے لیے کہا جائے اگر انکار کرے تو وہیں قتل کر دیا جائے۔ تین دن کی مہلت نہ تو واجب ہے نہ ہی مستحب ہے۔ (بحوالہ حاشیہ بالا) یہی صورت میں کتاب کی تحقیقی حیثیت جو رہ جاتی ہے وہ ظاہر ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی امور حقائق کے خلاف بتائے گئے ہیں جن کی تفصیل منفصل مضمون میں کی گئی ہے۔

اب ان دلائل پر ایک نظر ڈالیے جو فاضل مؤلف کتاب نے قتل مرتد کے خلاف اس کتاب میں پیش فرمائی ہیں۔

اس باب میں سب سے پہلے انھوں نے قرآن حکیم سے استدلال فرمایا ہے کہ قرآن میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں ہے کہ مرتد اس دنیا میں کس سزا کا مستوجب ہے (ص۱) اپنے اس دعوے کے ثبوت میں انھوں نے علامہ سمرائی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں جہاں جہاں مرتد کا ذکر لفظاً یا معناً آیا ہے ان آیات پر میں نے غور کیا اور مختلف تفاسیر کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مرتد کی سزائے قتل کتاب (قرآن حکیم) میں نہیں آئی بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ ص۱

ساتھ ہی ان کا کہنا ہے کہ فقہاء نے کتاب و سنت دونوں سے جو نتائج اخذ فرمائے ہیں ان میں اختلافات ہیں۔ (احکام مرتد سمرائی ص۱۲) لیکن

آگے چل کر ان اختلافات کی تشریح بیان فرمائی ہے کہ اختلافات کے باوجود ہر مفسر کا اس امر

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں اتفاق ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ جن مفسرینؒ نے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۱۷ (ومن یرتدد منکم عن دینہ) سے مرتد کی سزا قتل ثابت فرمائی ہے ان میں ابوحیان اندلسی کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے اس کا ذکر علامہ سمرائی نے نہیں کیا لیکن علامہ نیشاپوریؒ کا خیال بحوالہ غرائب القرآن (ج ۲ ص۲۱۱) بتایا ہے کہ اس میں حبطت اعمالھم فی الدنیا کا مطلب انھوں نے بتایا ہے کہ فلما تفوتہ من فوائد الاسلام العاجلۃ فیقتل عند الظفر بہ ویقاتل الی ان یظفر بہ ۔ یعنی اعمال کا حبوط فی الدنیا اس سبب سے ہے کہ مرتد، اسلام کے فوری فائدہ سے محروم رہ جاتا ہے کیونکہ قابو میں آتے ہی اسے قتل کر دیا جاتا ہے یا اس سے جنگ کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ قابو میں آجائے۔

گویا علامہ سمرائی کو گرچہ قرآن میں قتلِ مرتد کا حکم صراحتہً نہیں ملا لیکن ان کو اعتراف ہے کہ کہ مفسرینؒ یہ معنی آیات کلام الٰہی سے اخذ فرماتے ہیں اور مفسرین میں سے کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں جس نے مرتد کی سزا قتل نہ بتائی ہو۔ اس کا سبب یہ ہے کہ قرآن حکیم سے استنباطات احکام کا صرف ایک ہی طریقہ نہیں ہے کہ کسی حکم کے لیے مخصوص الفاظ ہی استعمال کیے گئے ہیں بلکہ نصوصِ قرآنی کی صراحت کے علاوہ وہ احکام جو دلالۃ النص یا اشارۃ النص سے ثابت ہوتے ہیں وہ بھی اسی طرح فرض و واجب العمل ہیں جس طرح صراحۃ النص سے ثابت ہونے والے احکام۔ مثلاً مرتدین کے باب میں جس طرح ارشادِ باری ہے کہ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (النحل: ۱۰۶) (یعنی جو لوگ ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے اور کھلے دل سے کفر اختیار کر لیا ان پر اللہ کا غضب نازل ہو گا بجز اس صورت کے جبکہ ان کو جبراً ایسا کرنا پڑا ہو اور ان کا دل ایمان پر سے مطمئن ہو۔ اس طرح کی تہدید ان کے حق میں بھی آئی ہے جنھوں نے قتل کا ارتکاب کیا وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا۔ (النساء ع ۱۳) (یعنی جس نے عمداً کسی مسلمان کو قتل کیا ہو اس کی سزا دائمی جہنم ہے اور اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب رکھا گیا ہے) اب اگر کوئی شخص اس آیت کے پیشِ نظر یہ دعویٰ کرے کہ قرآن میں قاتل کی کوئی سزا نہیں تو کتنی بڑی حماقت ہے۔ اہلِ دانش جس طرح قرآن حکیم کی دلالۃ النص اور دوسری آیات سے جن میں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کہیں قتل کا حکم بصراحت موجود نہیں ہے) قاتل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی صراحت سے مستوجب قتل قرار دیا ہے۔ اسی طرح دوسری آیات (جن میں مرتد کے قتل کا حکم بصراحت موجود نہیں ہے) کا صحیح۔ احادیث کی صراحت سے مرتد کو مستوجب قتل قرار دیا ہے۔ چنانچہ خود علامہ عمرانی بھی جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں قتلِ مرتد کا حکم موجود نہیں ہے بلکہ یہ حکم سنتِ نبوی سے ثابت ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صراحۃ النص سے مرتد کا مستوجب قتل ہونا ثابت نہیں اسی طرح خود قاتل کا بھی صراحۃ النص سے مستوجب قتل ہونا ثابت نہیں۔ قاتل کی سزائے قتل کا جہاں بھی ذکر ہے وہ استنباطی ہے۔ تصریحی نہیں ہے۔

یہ طریق استنباط صرف قتلِ مرتد کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں متعدد تعزیری احکام بصراحت موجود نہیں ہیں۔ مثلاً شراب نوشی کی شرعی سزا کا کوئی ذکر صراحتاً قرآن حکیم میں نہیں ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہ سزا جائز ہی نہیں ہے اور جس طرح کہا جائے کہ ارتداد کوئی جرم نہیں اسی طرح شراب نوشی بھی جرائم کی فہرست سے خارج سمجھا جا سکتا ہے اور تا وقتیکہ شراب پینے والا کسی اور جرم کا مرتکب نہ ہو مستوجب سزا نہیں ہوگا۔ اس قسم کے تمام شبہات فقہی بصیرت کے منافی ہیں۔ لہذا حقیقت یہ ہے کہ متعدد مفسرین نے قرآنی آیات سے قتل مرتد کا حکم اخذ فرمایا ہے مثلاً مفسر ابن حیان کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

سورۂ توبہ کی آیت ۱۱ تا ۱۳ میں ہے کہ: وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ ..... اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

اگر وہ لوگ عہد (یعنی اسلام قبول کر لینے کا عہد) کرنے کے بعد اپنے عہدوں کو توڑ دیں اور تمہارے دین پر زبان طعن دراز کریں تو پھر کفر کے ان لیڈروں سے جنگ کرو۔

یہ ترجمہ مؤلف کتاب نے خود بحوالہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ درج فرمایا ہے۔ لیکن اس پر یہ تنقیح فرمائی ہے کہ لفظ عہد کا جو مفہوم ڈاکٹر صاحب نے لیا ہے مستند تفاسیر اس کی تائید نہیں کرتیں۔ اس عہد سے مراد اسلام نہیں بلکہ معاہدۂ امن ہے لیکن انھوں نے یہ حقیقت نظر انداز فرما دی ہے کہ معاہدۂ امن بجائے خود عہد اسلام کے مترادف ہے۔ تاہم اس سے کم از کم یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ فضلائے عصر جن کے علم و فضل کا خود مؤلف کو اعتراف ہے قرآنی آیت سے مرتد کی سزائے قتل ثابت کرتے ہیں کیونکہ اسلام کا ترک بھی ترکِ عہد کی ایک صورت ہے

سورۂ آل عمران ۸۶ تا ۹۱ میں ہے کہ جنھوں نے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا انھیں مہلت نہ دی جائے گی۔ ہاں توبہ کر لیں تو اللہ مغفرت کرنے والا ہے۔ مہلت نہ دی جانے میں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جہاں جلد عذاب میں ڈالے جانے کا وعید ہے وہاں یہ مفہوم بھی نکل سکتا ہے کہ اسے فوراً قتل کرایا جائے گا۔

قرآن حکیم کی آیت آل عمران ۱۰۶ و ۱۷۷، سورۂ نساء کی آیت ۱۳۷ اور سورہ نحل کی آیات میں جن کو مؤلف نے بھی پیش کیا ہے مرتد کے لیے عذاب، دردناک عذاب اور ناقابل مغفرت ہونے کا خصوصی ذکر ہے اور یہ امر ان کو ستوجب قتل قرار دیتا ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ اس صورت میں تو تمام کفار کو قتل کرنا چاہیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ وہ بھی مستوجب قتل ہیں بشرطیکہ وہ اسلام کے خلاف عداوت کا مظاہرہ کریں یا غداری کے مرتکب ہوں۔ چونکہ مرتد کا ارتداد بجائے خود غداری ہے اور اسلام کے خلاف عداوت کا مظاہرہ ہے اس لیے وہ مستوجب قتل ہے امن پسند مرتد کی اصطلاح مہمل ہے جو آج تک کسی نے استعمال نہیں فرمائی۔ یہ امر نہایت واضح ہے کہ اصلی کافر اپنے کسی وعدے سے نہیں پھرتا لیکن مرتد اپنے عہد سے پھرتا ہے اور اسی کو غداری کہتے ہیں۔

سورۂ مائدہ کی آیت ۳۳، ۳۴ میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ سے لڑتے اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں ان کی سزا قتل ہے۔ ہاں اگر قابو میں آنے سے پہلے توبہ کرلیں تو اللہ مغفرت اور رحمت والا ہے۔

محدثین (بخاری وغیرہم) کے نزدیک مرتد کو محارب قرار دیا گیا ہے اور چوری، ڈاکہ اور زنا کے مرتکبین کو بھی محارب کہا گیا ہے۔ مرتد کے قتل اور باقی جرائم کے لیے مختلف سزائیں ہیں۔ آیت میں واضح اشارہ قتل مرتد کا ان الفاظ میں ہے کہ جو لوگ توبہ کرلیں تو معافی کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ یہ کیفیت جیسے مرتد پر عاید ہوتی ہے دوسرے جرائم متذکرہ آیت پر عاید نہیں ہوتی کیونکہ وہ توبہ بھی کریں تو سزا سے نہیں بچ سکتے۔

سورۂ مائدہ کی آیت ۵۴ میں ہے کہ جو لوگ دین سے پھر جائیں اللہ عنقریب ایسے لوگوں کو (دین میں) لے آئے گا جنھیں وہ پسند کرتا ہے۔

اس میں بھی یہ اشارہ ہے کہ مرتد کو ہلاک کرنے سے اسلام کا کچھ نہیں بگڑتا لہٰذا ان کے قتل میں تامل نہ کیا جانا چاہیے۔

اس سورۃ کی آیت: ایں دنیوی اغراض کی خاطر اسلام سے پھر جانے والے کے باب میں ارشاد ہے کہ ایسا شخص دنیا و آخرت دونوں کھو بیٹھا۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دنیا کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا نہیں تو اور کیا ہے (ابن حیان نے بھی یہی خیال ظاہر فرمایا ہے)

غرض آیات قرآنی سے قتل مرتد کے اشارات اور اس حکم کی رہنمائی اسی طرح ہوتی ہے جس طرح قاتلِ عمد کے قتل کی آیات متعلقہ سے ہوتی ہے۔ صراحت کے ساتھ نہ مرتد کے قتل کا حکم مذکور ہے نہ قاتل کے قتل کا۔ دوسری آیات میں قصاص اور نفس بالنفس وغیرہ کے جو الفاظ ہیں ان کی تاویل جو شخص چاہے حسب منشا کر سکتا ہے۔ وہ اتنا مشکل نہیں ہے جتنا مرتد کی سزائے موت سے انکار مشکل ہے کیونکہ مرتد کے لیے قتل کا لفظ صراحتاً موجود نہیں ہے اسی طرح قاتل کے لیے بھی لفظ قتل نہیں ہے۔ قصاص کا لفظ ہے۔ قصاص کے بہت سے معنی ہیں اور عام معنی بدلہ کے ہیں اور بدلہ قتل پر موقوف نہیں ہے۔

مؤلف کتاب کا موقف یہ ہے کہ قرآن میں مرتد کی سزا قتل نہیں ہے لہٰذا اگر احادیث اور فقہ میں ایسا حکم ہے تو وہ قرآن کے خلاف ہے۔ یہ دونوں قضایا درست نہیں ہیں۔ منطقی طور پر یہ استدلال سراسر غلط ہے۔ ان کا یہ ارشاد یہاں تک درست ہے کہ قرآن میں یہ حکم صراحت النص کے ساتھ نہیں ہے لیکن اس حکم پر دلالت اور اشارت کرنے والی نصوص موجود ہیں۔ ایسی ہی نصوص کو ڈاکٹر حمید اللہ نے INDIRECT YERSES سے تعبیر فرمایا ہے۔

اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ قرآن میں قتل مرتد کی سزا موجود نہیں ہے بلکہ احادیث سے ثابت ہے تب بھی احادیث کو کسی منطقی یا شرعی دلیل سے مخالف قرآن نہیں کہا جا سکتا کیونکہ جرائم کی بے شمار اقسام ایسی ہیں جن کا مرتکب مستوجب سزا قرار دیا گیا ہے۔ (مسلسل)

ماہنامہ
فیض الاسلام
راولپنڈی
ایک دینی رسالہ ——— ایک تبلیغی تحریک
جو
چوبیس ۲۴ سال سے بلا ناغہ وقت پر شائع ہو رہا ہے جس میں ہر ماہ مذہب، ادب، ثقافت اور سیاست پر معلومات افزا اور تعمیری تنقید پر مبنی ٹھوس مضامین شائع ہوتے ہیں۔
صفحات: ۵۰ قیمت فی پرچہ ۴۲ پیسے سالانہ: ۶ روپے
فیض الاسلام ——— اقبال روڈ ——— راولپنڈی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ